حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی

محرم ۲۴ھ میں عثمان غنیؓ نے خلافت کا چارج لیا، اب سے دس گیارہ سال پہلے کے مقابلہ میں جب عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تھے، عربوں کا سیاسی و معاشی افق بہت بدل گیا تھا، اُس وقت وہ غریب تھے، اُن کی قومی آمدنی بہت کم تھی، اور اُن کی فوجیں عرب۔ عراق اور عرب۔ شام سرحد سے آگے نہیں بڑھی تھیں، عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو ایک بہت بڑی حکومت مصر، شام، عراق، فارس، سجستان اور مکران کے وسیع علاقوں پر مشتمل، اُن کے قبضہ میں آ چکی تھی، انھوں نے مفتوحہ ممالک میں اپنی چھاؤنیاں بنالی تھیں اور ماتحت اقوام سے مقررہ جزیہ اور خراج وصول کر رہے تھے، اُن کی تنخواہیں اور راشن مقرر ہو گئے تھے اور اُن میں سے اکثر دو ڈھائی ہزار روپئے سالانہ تک کے مزید وظائف بھی پاتے تھے جو عمر فاروقؓ نے ابتدائی معرکوں میں شریک ہونے والوں کے لئے مقرر کئے تھے، اسی طرح مدینہ کا ہر آزاد فرد، بچہ سے لیکر بوڑھے تک تنخواہیں، غلّہ کا راشن اور سالانہ وظائف لے رہا تھا، اس کے علاوہ تجارت کا وسیع میدان کھل گیا تھا، مدینہ کے متعدد اکابر قریش تجارت، جائداد اور زراعت کی آمدنی سے خوب مالدار ہوتے جا رہے تھے۔ دولت و فرصت پاکر عربوں میں وہ خاندانی رقابتیں اور نسلی تعصبات جو فوجی سرگرمیوں، مشترک خطروں اور فقر و افلاس کے نیچے دب گئے تھے، پھر سر اُٹھانے لگے۔

عثمان غنیؓ کے الیکشن سے مدینہ میں ایک نئی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی، یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ انتقال سے پہلے عمر فاروقؓ نے چھ اکابر صحابہ نامزد کئے تھے جن میں سے اکثریت رائے کے ساتھ

کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرنا تھا، عثمان غنی رض کا انتخاب ہوا تو باقی پانچ اکابر میں سے تین کو ان کا خلیفہ ہونا ناگوار گزرا۔ حضرت علی رض، حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض ان میں سے ہر ایک خود کو خلافت کا اہل اور حقدار سمجھتا تھا، تینوں رسول اللہ ص کے عزیز تھے۔ اس فضیلت کے علاوہ حضرت علی رض کے پاس لیاقت تھی طلحہ رض اور زبیر رض کے پاس دولت، مدینہ میں چار سیاسی پارٹیاں ہوگئیں، ایک حکومت یا عثمان غنی رض کی پارٹی جس میں بنو امیہ کی اکثریت تھی، دوسری حضرت علی رض کی پارٹی، تیسری حضرت طلحہ رض کی اور چوتھی حضرت زبیر رض کی، ان پارٹیوں نے حکومت کے مقابلہ میں محاذ بنالیا اور خلیفہ اور ان کی کارروائیوں پر نقد کرنے لگیں، حج کے زمانہ میں جب سارے اسلامی قلمرو کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے تو ہر پارٹی اُن کے سامنے حکومت کی مذمت کرتی اور اپنے اپنے امیدواروں کی منقبت بیان کرتی، چند سال کے اندر اندر تمام بڑے شہروں اور صدر مقاموں میں تینوں پارٹیوں کے حامی اور حکومت کے مخالف پیدا ہوگئے، عثمان غنی رض کے بہت سے خطوط کو سمجھنے کے لئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

ہمارے بعض مورخ کہتے ہیں کہ خلیفہ ہو کر حضرت عثمان رض نے چار عام فرمان لکھے، جن میں سے ایک گورنروں کے نام تھا، دوسرا خراج افسروں کے نام، تیسرا سالارانِ فوج کے نام اور چوتھا عام مسلمانوں کے نام۔

۱۔ گورنروں کے نام

واضح ہو کہ خدا نے حکام اعلیٰ کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ رعایا کی دیکھ بھال کریں اور اس بات کی تاکید نہیں کی ہے کہ رعایا سے ٹیکس وصول کریں، مسلمانوں کے اولین حاکم رعایا کے خادم تھے، محصّل ٹیکس نہ تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے حکام اعلیٰ خدمت رعایا کے صحیح منصب سے ہٹ کر ٹیکس و خراج وصول کرنے کی تگ و دو میں لگ جائیں گے، اگر ایسا ہوا تو حیا، ایمانداری اور ایفاء عہد سب رخصت ہو جائیں گے، یاد رکھئے سب سے زیادہ صحیح طرز عمل یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے مفاد اور معاملات سے دلچسپی لیں۔ اسلام کے دیئے حقوق سے اُن کو بہرہ ور کریں اور اسلام کے جو حقوق اُن پر ہیں، وہ اُن سے

وصول کریں. مسلمانوں کے بعد ذمیوں کے معاملات و مفاد سے آپ کو دلچسپی لینی چاہیئے، آپ کے ذمے ان کے جو حقوق ہیں وہ اُن کو دیجئے اور اُن کے ذمہ آپ کے جو حقوق ہیں وہ اُن سے لیجئے، ذمیوں کے بعد دشمنوں سے آپ کا طرزِ عمل درست ہونا چاہیئے - ایمانداری اور وفائے عہد کے ذریعہ اُن پر فتح حاصل کیجئے - (تاریخ الامم والملوک ابن جریر طبری پہلا مصری ایڈیشن ۵/۴۴)

۲ - سرحدوں کے فوجی کمانڈروں کے نام

" واضح ہو کہ آپ مسلمانوں کے نگہبان و محافظ ہیں. عمرؓ نے (مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کی صورت میں) آپ کے لئے جو سزا مقرر کی تھی اس سے ہم واقف ہیں بلکہ ہمارے مشورہ ہی سے وہ سزا مقرر کی گئی تھی، خیال رکھئے آپ کی کسی بدعنوانی کی شکایت میرے پاس نہ آئے، اگر ایسا نہ ہوا تو آپ کا منصب چھن جائے گا - اور آپ سے بہتر لوگوں کو آپ کی جگہ مقرر کیا جائیگا، اپنی سیرت پر نظرِ احتساب رکھئے - مجھ پر بحیثیت خلیفہ جو ذمہ داریاں ہیں میں اُن کو ضرور انجام دوں گا (تاریخ الامم ۵/۴۴)

۳ - خراج افسروں کے نام

" واضح ہو کہ خدا نے مخلوق کو حق و انصاف کے ساتھ پیدا کیا ہے اس لئے وہ بس حق و انصاف ہی قبول کر سکتا ہے، لہذا جب آپ خراج وصول کریں تو حق و انصاف سے کام لیں اور جب دوسروں کے حقوق ادا کریں تو حق و انصاف سے ادا کریں، میری طرف سے دیانت داری کی سخت تاکید ہے، اس پر ثابت قدمی سے قائم رہیئے، ایسا نہ ہو کہ دیانت کا دامن سب سے پہلے آپ ہی کے ہاتھ سے چھوٹے اور اگلی نسلوں کے سامنے بد دیانتی کا نمونہ آپ ہی بن کر آئیں، امانت و دیانت کے ساتھ ضروری ہے کہ آپ اپنے عہد و پیمان پر بھی قائم رہیں کسی یتیم کا حق نہ ماریئے اور نہ کسی معاہد کے ساتھ زیادتی کیجئے - کیونکہ اُن کے ساتھ زیادتی کرنے والے سے خدا مواخذہ کرلے گا - (تاریخ الامم ۵/۴۴

۴۔ عام مسلمانوں کے نام

واضح ہو کہ آپ نے جو کامیابی اور سربلندی حاصل کی ہے وہ اقتدار و اتباع کے ذریعہ حاصل کی ہے، خیال رکھئے کہ دنیا کی محبت میں پڑکر آپ صحیح راستہ سے بھٹک نہ جائیں۔ مجھے اس بات کے پورے آثار نظر آ رہے ہیں کہ آپ جب خوب عیش و عشرت میں پڑ جائیں گے، جب کنیزوں سے آپ کی اولاد بالغ ہو جائے گی اور بدو عربوں اور غیر عربوں میں قرآن خوانی عام ہو جائیگی تو آپ اقتدار و اتباع کو چھوڑ کر اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لینے لگیں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے الکفر فی العجم، غیر عربوں کی سمجھ میں جب کوئی بات نہیں آتی ہے تو وہ اجتہاد و رائے سے کام لینے لگتے ہیں۔" (تاریخ الامم ۵/۴۵)

۵۔ ولید بن عقبہ کے نام

ولید بن عقبہ عثمان غنیؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ عمر فاروق رضؓ نے ان کو میسوپوٹامیہ میں افسر خراج مقرر کیا تھا ابوبکر صدیق رضؓ اور رسول اللہؐ کے عہد میں بھی وہ ٹیکس کلکٹر رہ چکے تھے، ۲۵ھ میں عثمان غنیؓ نے اُن کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا، کوفہ کی وسیع عملداری میں آذربیجان کا صوبہ بھی شامل تھا جو آجکل رُوس کے قبضہ میں ہے۔ یہ بحرِ کیسپین کے جنوب غربی ساحل پر پھیلا ہوا تھا اور مغرب میں اُس کی حد آرمینیہ سے ملتی تھی جو بازنطینی حکومت کا ایک صوبہ تھا اور آج کل رُوس کی ایک ریاست ہے۔ عمر فاروق رضؓ کے آخر دورِ خلافت یعنی ۲۲ھ میں کوفہ کی ایک فوج نے آذربیجان پر چڑھائی کی تھی، چونکہ یہ پہاڑی اور دشوار گذار علاقہ تھا، مسلمان اس کو باقاعدہ فتح نہ کر سکے، اُن کی ترکتازی سے گھبرا کر یہاں کے رئیسوں نے تقریباً چار لاکھ روپئے سالانہ خراج منظور کر لیا، سال ڈیڑھ سال بعد جب عمر فاروق رضؓ کا انتقال ہوا تو انھوں نے مقررہ رقم دینے سے انکار کر دیا اور حکومتِ کوفہ کے نمائندوں کو ملک سے نکال دیا، ولید بن عقبہ گورنر ہو کر آئے تو انھوں نے کوفہ کا ماحول افتراق انگیز پایا، عثمان غنیؓ اور اُن کی حکومت کے خلاف ایک تحریک وجود میں آ چکی تھی، بہت سے لوگ خود اُن کے تقرر سے ناخوش تھے، ولید نے بڑی احتیاط، رواداری

اور فراخ دلی سے حکومت کی اور سب کو خوش رکھنے کی کوشش کی، عوام تو ایک حد تک اُن سے مطمئن رہے لیکن بہت سے مذہبی و قبائلی اکابر نے اُن کے ساتھ تعاون نہیں کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مدینہ کی سیاسی پارٹیوں کے ایجنٹ اپنا کام کر رہے تھے، دوسری طرف فرصت و شکم سیری اپنا تخریبی پارٹ ادا کر رہی تھی، ولید نے اہل کوفہ اور بالخصوص مذہبی و قبائلی اکابر کو خوش کرنے کی ایک اور کوشش کی، آذربیجان کا خراج بند ہونے سے کوفہ کے خزانہ کو چار لاکھ روپئے کا خسارہ ہو رہا تھا، ولید نے سوچا اگر میں یہ خراج بحال کردوں یا آذربیجان کو فتح کرلوں تو سب لوگ خوش ہو جائیں گے اور میری قدر کریں گے، اُنھوں نے آذربیجان پر چڑھائی کردی، منصوبہ یہ تھا کہ آذربیجان فتح کرکے اس سے ملحق صوبے آرمینیہ بھی فتح کریں گے، آذربیجان میں حسب سابق مشکلات پیش آئیں اور بزور قوت اس پر قبضہ نہ ہوسکا، عربوں کی ترکتازی سے بچنے کے لئے وہاں کے رئیسوں نے خراج کی سابقہ رقم پھر دینا منظور کرلی آذربیجان سے فارغ ہوکر ولیدؓ نے ایک فوج آرمینیہ بھیجی، یہ ملک بھی پہاڑی نھا دروں اور جنگلات سے بھرا ہوا، اس پر بھی قبضہ نہ ہوسکا لیکن مال غنیمت خوب ملا، ولید بن عُقبہ آذربیجان کا خراج اور بہت سا مال غنیمت لیکر کوفہ واپس ہوئے، ابھی راستہ ہی میں تھے کہ بازنطینی حکومت نے آرمینیہ میں اُن کی ترکتازی اور لوٹ مار کا بدلہ لینے کے لئے شام پر یورش کردی، گورنر شام امیر معاویہؓ پوری مستعدی کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھے لیکن ساتھ ہی اُنھوں نے مرکز سے بھی رسد طلب کی، عثمان غنیؓ نے ولید بن عُقبہ کو جو اس وقت میسوپوٹامیہ میں تھے، یہ مراسلہ بھیجا:-

"واضح ہو کہ معاویہ بن ابی سفیان نے مجھے خبر دی ہے کہ بازنطینی حکومت نے ایک بڑی فوج سے مسلمانوں پر یورش کردی ہے، میں چاہتا ہوں کہ کوفہ کے لوگ اپنے شامی بھائیوں کی مدد کو جائیں، جس جگہ میرا قاصد تم کو یہ خط دے وہیں سے تم آٹھ نو یا دس ہزار سپاہیوں کی فوج ایک ایسے کمانڈر کی قیادت میں بھیجدو جو تمہارے خیال میں بہادر، جری اور مخلص مسلمان ہو"
(تاریخ الامم ۵/۴۶)

۶۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام

وفات سے کچھ عرصہ پہلے عمر فاروق رضؓ نے مصر کے مالی معاملات کی بہتر نگرانی کے لئے عثمان غنیؓ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو افسرِ خراج مقرر کیا تھا اور مصر کے گورنر عمرو بن عاص کا دائرہ اختیار صرف سیاسی و جنگی امور تک محدود کر دیا تھا، مالی شعبہ کی علیحدگی عمرو بن عاص کو ناگوار گذری، عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو عمرو فوراً مدینہ آئے اور کہا یا تو آپ مصر میں دو عملی ختم کیجئے یا میں استعفا دیتا ہوں، عثمان غنیؓ نے کہا کہ عبداللہ کا ریکارڈ اچھا ہے، اُن کی زیر نگرانی سرکاری آمدنی بڑھ گئی ہے اس لئے اُن کو افسرِ خراج کے عہدہ سے ہٹانا مناسب نہیں ہے، تم اپنے عہدہ پر رہو، وہ اپنے عہدہ پر، عمرو بن عاص اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور استعفا دیدیا، عثمان غنیؓ نے عبداللہ بن سعد کو افسرِ خراج کے ساتھ مصر کا گورنر بھی بنا دیا۔ عبداللہ مستعد اور لایق حاکم تھے، عمرو بن عاص کے ہواخواہوں کو عبداللہ کا تقرر ناگزرا، انھوں نے عثمان غنیؓ پر کنبہ پروری کا الزام لگایا اور حکومتِ مدینہ پر لعن طعن کرنے لگے۔ مصر کا بندرگاہ اسکندریہ عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا، سنہ ۲۱ھ میں سخت محاصرہ اور جنگ کے بعد عمرو بن عاص نے اس کو فتح کیا تھا۔ لیکن بازنطینی حکومت اور مقامی عیسائی اس پر دوبارہ قبضہ کرنے کی برابر کوشش کرتے رہے۔ سنہ ۲۳ھ میں قسطنطنیہ کی بازنطینی حکومت کی پشت پناہی سے اسکندریہ میں ایک بغاوت ہوئی۔ پھر دوسری اور پہلی سے زیادہ منظم اور بڑے پیمانہ پر سنہ ۲۵ھ میں واقع ہوئی۔ اس بار بھی بازنطینی حکومت کی فوج اور بیڑا باغیوں کی پشت پر تھا، اسکندریہ میں مسلمانوں کی جو فوجی چوکیاں تھیں، حملہ آور اُن کو معطل کر کے شہر میں گھس آئے کئی ماہ کے مقابلہ اور کافی نقصان کے بعد اسکندریہ دوبارہ فتح ہوا، اسکندریہ چونکہ ساحلی شہر تھا اور بازنطینی بیڑے کی زد میں، اس لئے عمر فاروق رضؓ نے ساحل پر متعدد فوجی چوکیاں بنوادی تھیں جن کا مقصد خطرہ کے وقت حکومت کو مطلع کرنا اور دشمن کے اچانک حملہ کا مقابلہ کرنا تھا، بازنطینی دونوں بار ان چوکیوں کو معطل کر کے ہی شہر میں داخل ہوئے تھے، ضرورت تھی کہ ان

کو اور زیادہ مستحکم بنایا جائے، ذیل کا خط اسی موضوع پر ہے:۔

"تمہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین عمرؓ اسکندریہ کی حفاظت کا کتنا خیال رکھتے تھے، رومی دوبارہ نقضِ عہد کرکے بغاوت کرچکے ہیں، اسکندریہ میں فوجی چوکیاں قائم رکھو، اور یہاں کی حفاظتی فوج کو (باقاعدگی اور فراخ دستی سے) ماہانے اور ضروری سامان دیتے رہو، فوج باری باری سے چھ چھ ماہ یہاں رکھی جائے (فتوح مصر ابن عبد الحکم، اڈیٹر چارلس ٹوری لائڈن سنہ ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۹۲)

۷۔ معاویہ بن ابی سفیان کے نام

عمر فاروق رضؓ کی خلافت کے نصف آخر میں امیر معاویہ نے شام کے بندرگاہوں، عکا، صور یافا وغیرہ کو جو بازنطینی بیڑے کے اڈے تھے، فتح کرلیا تھا، یہاں سے نکلنے کے بعد بازنطینی حکومت نے قریب کے جزیرہ قبرس میں بحری اڈہ بنالیا، امیر معاویہ کو اندیشہ تھا کہ کہیں بازنطینی حکومت قبرص سے شام کے ساحل پر حملہ نہ کردے، اس اندیشہ کے پیش نظر انھوں نے عمر فاروقؓ سے قبرس پر چڑھائی کی اجازت مانگی، عمر فاروق نے اجازت نہ دی، وہ سمندری سفر کے خطروں سے واقف تھے اور بحری فوج کشی کو ناپسند کرتے تھے بلکہ وہ تو اس درجہ محتاط تھے کہ اپنی فوجوں کو دریا پار تک چھاؤنیاں بنانے نہ دیتے تھے تاکہ کسی خطرہ کے وقت فوج کو گھر لوٹنے یا گھر سے اس کی مدد کو رسد پہنچنے میں دریا پار کرنے کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو امیر معاویہ نے حالات زیادہ موافق پاکر اُن کو لکھا کہ قبرس ساحلِ شام سے قریب، اور دولت سے بھرپور جزیرہ ہے، اس کی فتح مسلمانوں کے لئے بڑی مبارک ثابت ہوگی، مجھے اس کو مسخر کرنے کی اجازت دیجئے، عثمان غنیؓ اجازت دیتے ہوئے ہچکچائے، عمر فاروق کی طرح وہ بھی مسلمانوں کو بحری سفر اور جنگ کے خطروں میں نہ ڈالنا چاہتے تھے، چنانچہ انھوں نے لکھا:۔

"تم کو معلوم ہے عمر رحمہ اللہ نے کیا جواب دیا تھا جب تم نے ان سے سمندری جنگ کی اجازت مانگی تھی" (فتوح البلدان بلاذری مصر ۱۳۱۸ھ صفحہ ۱۵۹)

۸۔ معاویہ بن ابی سفیان کے نام

آپ ادہر پڑھ چکے ہیں کہ گورنر کوفہ ولید بن عُقبہ کی ارمینیہ میں ترکتازی کا بدلہ لینے کے لئے قیصر روم نے شام پر حملہ کر دیا تھا، اس حملہ کو ناکام کرنے کے بعد امیر معاویہ کو فکر ہوئی کہ کہیں قیصر روم قبرس کے بحری اڈہ سے فائدہ اٹھا کر سمندر کی طرف سے شام پر حملہ نہ کرے، اُن کا خیال تھا کہ جب تک قُبرس پر مسلمانوں کا قبضہ نہ ہوجائے شام پر سمندری حملہ کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہے گا۔ چنانچہ ۲۷ھ میں (بازنطینی حملہ کی ناکامی کے بعد) انھوں نے قبرس پر فوج کشی کے بارے میں مرکز سے پھر خط وکتابت کی۔ عثمان غنی اب بھی اجازت دینے کو تیار نہ ہوئے، وہ اب بھی اسی خیال میں تھے کہ امیر معاویہ فتح کے شوق میں قبرس پر فوج کشی کرنا چاہتے ہیں، رہا قبرس سے شام پر حملہ کا خطرہ تو اس باب میں خلیفہ کی دلیل یہ تھی کہ سمندر میں دشمن سے جنگ کی نسبت ساحل پر لڑنے میں نقصان کا کم امکان ہے، لیکن جب اُن کو بار بار اطمینان دلایا گیا کہ سمندری سفر میں کوئی خطرہ نہیں تو اُنھوں نے ایک دلچسپ شرط کے ساتھ اجازت دیدی :۔

"اگر سمندر کے سفر میں تم اپنی بیوی کو ساتھ لے جاؤ تب تو میں اجازت دیتا ہوں ورنہ نہیں۔" (فتوح البلدان بلاذری ص۱۵۹)

۹۔ امیر معاویہ اور دوسرے گورنروں کے نام

آپ کا طرزِ عمل ویسا ہی رہنا چاہیئے جیسا کہ عمرؓ کے عہد میں تھا، آپ کی سیرت میں بُرائیاں نہ آنی چاہئیں، جن معاملات کا تصفیہ کرنے میں آپ کو دقت پیش آئے وہ ہمارے پاس بھیجد یجئے، ہم اس کے بارے میں قوم سے مشورہ کرکے آپ کو صحیح طریق کار سے مطلع کریں گے۔ دوبارہ تاکید ہے کہ آپ کے طور طریق ویسے ہی رہنے چاہئیں جیسا کہ عمرؓ کے زمانہ میں تھے۔

(تاریخ الامم ۵/۴۳)

(باقی آئندہ)